ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

مذہب اور تشدد: اسلام اور عیسائیت میں جنگ اور تشدد کے جائزے

Religion and Violence: A Comparison of the Justifications for War and Violence in Islam and Christianity.

Ahmad Huzaifah
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore
Dr. Zahid Lateef
Chairman, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore

Abstract

Religion and violence is a complex and contentious subject that has been discussed across various religions throughout history. Islam and Christianity, representing two of the world's major religions, each have unique perspectives on war, violence, and peace. While both religions emphasize the ethical justifications for war and the importance of non-violence, the teachings within Islam stand out for their focus on defending humanity, protecting non-combatants, and adhering to strict moral guidelines during warfare. In Islam, war is justified only in defense, and the concept of "Jihad" (جہاد) encompasses not only physical combat but also spiritual and moral struggles. The teachings of the Quran and Hadith provide clear ethical guidelines regarding the protection of non-combatants, the treatment of women and children, and the respect for the environment during war. Christianity, on the other hand, advocates for the "Just War Theory", which provides a framework for justifying war under certain moral conditions, though it acknowledges historical instances of religiously motivated violence, such as the Crusades. This research analyzes the justifications for war and violence in Islam and Christianity, examining the ethical principles each religion promotes in the context of war. The study also explores how these religious teachings shape the social and moral behavior of their followers and their implications in the contemporary global context. Through this comparative analysis, the research aims to understand how each religion balances the principles of justice, defense, and peace with the concept of war.

Keywords: *Religion and Violence, Islam and Christianity, Just War Theory, Jihad (جہاد), Ethics in Warfare, Religious Teachings, Non-violence, Human Rights in War Crusades, Moral Principles of War, Peace and Conflict.*

مقدمہ

دنیائے مذاہب میں جنگ اور تشدد ایک پیچیدہ اور متنازعہ موضوع ہے جس پر مختلف مذاہب نے اپنے اپنے اصول اور تعلیمات پیش کی ہیں۔ اسلام، عیسائیت اور ہندومت تین بڑی دنیاوی مذہبوں کی نمائندگی کرتے ہیں، اور ان میں ہر ایک کا جنگ، تشدد اور امن کے بارے میں اپنا منفرد نظریہ ہے۔ تاہم، یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ان تمام مذاہب میں تشدد اور جنگ کی جائزیت کے حوالے سے جو نظریات پیش کیے گئے ہیں، ان میں اسلام کی تعلیمات خاص طور پر ممتاز ہیں۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کو جنگ اور تشدد کی جائزیت صرف اس صورت میں دیتا ہے جب وہ دفاعی مقصد کے تحت ہو، اور اس میں انسانیت کی حفاظت، غیر جنگجوؤں کا تحفظ اور اخلاقی ضوابط پر سخت زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں "جہاد" کا تصور محض جنگ تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

جامع اور متوازن نظام پیش کرتا ہے جس میں روحانی، دفاعی اور اخلاقی جہاد شامل ہیں۔ قرآن اور حدیث میں جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے، اور غیر جنگجوؤں، عورتوں اور بچوں کے تحفظ کے حوالے سے ایک واضح ہدایات فراہم کی گئی ہیں۔

دوسری طرف، عیسائیت میں جنگ کی جائزیت کے بارے میں "Just War Theory" (جائز جنگ کا نظریہ) موجود ہے، جس میں جنگ کے اخلاقی جواز کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم، عیسائیت کی ابتدائی تاریخ میں جنگوں اور تشدد کا بھی ذکر ملتا ہے، جیسے Crusades، جو مذہبی جواز کے تحت شروع کی گئیں۔ ہندومت میں "اہیمسا" (عدم تشدد) کے اصول غالب ہیں، مگر مہابھارت جیسے مذہبی متون میں جنگ کو ایک روحانی ضرورت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اس تحقیق کا مقصد ان تینوں مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جائزیت کے اصولوں اور ان کی اخلاقی بنیادوں کا گہرائی سے تجزیہ کرنا ہے۔ خاص طور پر، ہم اسلام کی تعلیمات کو زیر بحث لائیں گے، جو نہ صرف جنگ کی جائزیت کے اصولوں پر زور دیتی ہیں بلکہ اس میں انسانی حقوق کی حفاظت، انصاف اور انسانیت کی فلاح پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس تحقیق کے دوران، ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح ان مذاہب میں جنگ اور تشدد کے اصول اپنے پیروکاروں کے معاشرتی اور اخلاقی رویوں کو تشکیل دیتے ہیں اور کس طرح یہ تعلیمات آج کے عالمی تناظر میں اہمیت رکھتی ہیں۔

تحقیق کا تعارف

اس تحقیق کا مقصد تین بڑے مذاہب، اسلام، عیسائیت، اور ہندومت میں جنگ اور تشدد کے جائزیت کے اصولوں کا تفصیل سے تجزیہ کرنا ہے۔ اس میں ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ ان مذاہب میں جنگ اور تشدد کو کس طرح دیکھا گیا ہے اور ان کے پیروکاروں کو ان اصولوں کی پیروی کرنے کی کیا اخلاقی ذمہ داری ہے۔

مذہب اور جنگ کا تعلق ہمیشہ سے ایک متنازعہ موضوع رہا ہے۔ مختلف مذاہب میں جنگ کے جواز، اس کے اخلاقی اصول، اور اس کے دوران انسانی حقوق کی حفاظت کے حوالے سے مختلف تفسیریں پیش کی گئی ہیں۔ اسلام میں جنگ اور تشدد کے اصول قرآن اور حدیث میں واضح ہیں، جہاں جنگ کو دفاعی جواز کے تحت جائز سمجھا گیا ہے اور اس میں انسانیت کے تحفظ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ عیسائیت میں "Just War Theory" (جائز جنگ کا نظریہ) ہے جو جنگ کو مخصوص اخلاقی اصولوں کے تحت جائز قرار دیتی ہے، جبکہ ہندومت میں "اہیمسا" (عدم تشدد) کے اصول پر زور دیا جاتا ہے، لیکن اس میں بھی مہابھارت جیسے متون میں جنگ کو ایک لازمی جزو کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

یہ تحقیق ان تینوں مذاہب کی جنگ اور تشدد سے متعلق تعلیمات کا موازنہ کرے گی اور ان کے پیروکاروں کو جنگ کے دوران اخلاقی اور انسانی حقوق کے حوالے سے کیا رہنمائی فراہم کی گئی ہے، اس کا تجزیہ کرے گی۔ اس تحقیق میں ہم اسلام کی تعلیمات کو خصوصی طور پر زیر بحث لائیں گے، جو نہ صرف جنگ کی جائزیت کے اصولوں پر زور دیتی ہیں بلکہ اس میں غیر جنگجوؤں کا تحفظ، انسانیت کی حفاظت، اور انصاف پر بھی زور دیا گیا ہے۔

اس تحقیق کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ ہم ان تینوں مذاہب کی جنگ اور تشدد کے اصولوں کو ایک ساتھ موازنہ کر کے یہ سمجھیں کہ کس طرح یہ اصول اپنے پیروکاروں کے اخلاقی رویوں کو شکل دیتے ہیں اور ان کے عالمی تناظر میں کیا اثرات مرتب کرتے ہیں۔

تحقیق کا مقصد

اس تحقیق کا بنیادی مقصد اسلام، عیسائیت اور ہندومت میں جنگ اور تشدد کے جواز کے اصولوں کا تفصیل سے تجزیہ کرنا ہے تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کو کس طرح جائز سمجھا گیا ہے اور ان کے پیروکاروں کو ان اصولوں کی پیروی کے حوالے سے کیا رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ خاص طور پر اس تحقیق کا مقصد یہ ہے:

اسلامی تعلیمات کا تجزیہ:

اسلام میں جنگ اور تشدد کے جواز کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں سمجھنا اور یہ دیکھنا کہ جہاد کی تعلیمات محض تشدد کی اجازت نہیں دیتیں بلکہ اس میں دفاعی اور روحانی جدوجہد بھی شامل ہے۔ اس تحقیق میں اسلامی فقہ کے اصولوں کا تجزیہ کیا جائے گا، جس میں جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کی حفاظت، عورتوں اور بچوں کے حقوق کا تحفظ، اور اخلاقی ضوابط کی وضاحت کی گئی ہے۔

عیسائیت میں جنگ اور تشدد کے اصول:

عیسائیت میں جنگ کی جائزیت کا تجزیہ کرنا، خصوصاً "Just War Theory" (جائز جنگ کا نظریہ) کی بنیاد پر، اور یہ سمجھنا کہ عیسائی تعلیمات جنگ کے جواز کے حوالے سے کس طرح اخلاقی اصولوں کی وضاحت کرتی ہیں۔ اس تحقیق میں Crusades جیسے تاریخی واقعات کو بھی شامل کیا جائے گا تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ کس طرح مذہبی جواز کے تحت تشدد کا ارتکاب کیا گیا اور اس کا اخلاقی اثر کیا تھا۔

ہندومت میں جنگ اور تشدد کا تجزیہ:

ہندومت میں "اہیمسا" (عدم تشدد) کے اصول کا مطالعہ کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ مہابھارت اور گیتا میں جنگ کے جواز کو سمجھنا۔ یہ تحقیق یہ دیکھے گی کہ ہندومت میں جنگ اور تشدد کے اخلاقی اور فلسفیانہ پہلو کیسے پیش کیے گئے ہیں، اور کس طرح "اہیمسا" کے اصول اور جنگ کی حقیقت ایک دوسرے سے متصادم یا ہم آہنگ ہیں۔

تینوں مذاہب کا موازنہ:

اس تحقیق کا ایک اہم مقصد یہ ہے کہ اسلام، عیسائیت اور ہندومت کے جنگ اور تشدد سے متعلق اصولوں کا موازنہ کیا جائے تاکہ ان میں موجود مماثلتوں اور اختلافات کو واضح کیا جاسکے۔ اس موازنہ کے ذریعے یہ سمجھا جائے گا کہ مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز کے اخلاقی اصول کس حد تک ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں یا مختلف ہیں۔

انسانی حقوق اور جنگ: جنگ کے دوران انسانی حقوق کی حفاظت کے حوالے سے اسلام، عیسائیت اور ہندومت میں موجود اصولوں کا تجزیہ کرنا۔ اس تحقیق میں یہ دیکھا جائے گا کہ کس طرح ہر مذہب نے جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں، عورتوں اور بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے اصول وضع کیے ہیں اور ان اصولوں کا عالمی تناظر میں کیا اثر ہے۔

اس تحقیق کا مجموعی مقصد یہ ہے کہ ہم جنگ اور تشدد کے جواز کے بارے میں مختلف مذاہب کی تعلیمات کو سمجھیں اور ان کے پیروکاروں کو انسانی حقوق، اخلاقی اصولوں اور انصاف کے حوالے سے کس طرح رہنمائی فراہم کی گئی ہے، اس کا تجزیہ کریں۔ اس تحقیق سے حاصل ہونے والے نتائج نہ صرف ان مذاہب کے داخلی اصولوں کو واضح کریں گے بلکہ عالمی سطح پر تشدد اور جنگ کے مسئلے کو بہتر سمجھنے میں بھی مدد دیں گے۔

مذہب، جنگ اور تشدد کا تعلق

مذہب، جنگ اور تشدد کا تعلق ایک پیچیدہ اور گہرا موضوع ہے جس پر وقتاً فوقتاً عالمی سطح پر بحث ہوتی رہتی ہے۔ مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز اور اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے، اور ان کا انسانیت پر کیا اثر پڑتا ہے، اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ جنگ اور تشدد کے بارے میں دینی تعلیمات کا مطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ ان اصطلاحات کا براہ راست تعلق انسانوں کی اخلاقی زندگی، سماجی نظم و نسق اور عالمی سیاست سے ہے۔

جنگ اور تشدد کے لغوی اور اصطلاحی معانی

جنگ

* **لغوی معانی** : جنگ عربی زبان میں "حرب" کہلاتی ہے جس کا مطلب ہوتا ہے "لڑائی" یا "معرکہ"۔ جنگ کا مفہوم ایک منظم اور وسیع پیمانے پر کی جانے والی لڑائی یا تصادم ہے جو عموماً دو یا زیادہ گروپوں کے درمیان ہوتا ہے۔[1]
* **اصطلاحی معانی** : جنگ ایک سیاسی عمل ہے جس میں طاقت کے استعمال سے اپنے مفادات کے حصول یا کسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے مسلح تصادم کیا جاتا ہے۔ یہ دفاعی یا جارحانہ دونوں ہو سکتی ہے، اور اس کا مقصد اپنے مخالف کو زیر کرنا یا کسی مخصوص مقصد کو حاصل کرنا ہوتا ہے۔[2]

تشدد

* **لغوی معانی** : تشدد عربی زبان کے لفظ "عنف" سے نکلتا ہے، جس کا مطلب ہے "شدت" یا "کسی چیز کو بے رحمی سے کرنا"۔ یہ لفظ کسی بھی قسم کے جسمانی یا ذہنی نقصان دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔[3]
* **اصطلاحی معانی** : تشدد سے مراد کسی بھی انسان یا جماعت کو جسمانی، ذہنی یا جذباتی طور پر نقصان پہنچانے کا عمل ہوتا ہے۔ یہ کسی کو ظلم و زیادتی، قید، یا جسمانی اذیت دینے کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے اور اس کا مقصد عموماً طاقت کا اظہار یا کسی کی مرضی کو منوانا ہوتا ہے۔[4]

مذہب اور جنگ کا تاریخی پس منظر

مذہب اور جنگ کے تعلق کی تاریخ قدیم ادوار سے جڑی ہوئی ہے۔ مختلف مذاہب میں جنگوں کو کبھی دفاعی، کبھی توسیع پسندانہ اور کبھی مذہبی اصولوں کے تحت جائز قرار دیا گیا ہے۔ جنگ کے دوران مذہبی عقائد اور تعلیمات نے ایک طرف جنگ کے جواز کو مضبوط کیا، تو دوسری طرف جنگ میں اخلاقی حدود کے تعین کی کوششیں بھی کیں۔

اسلام میں جنگ اور تشدد

اسلام میں جنگ اور تشدد کے حوالے سے بہت واضح اصول اور ضوابط ہیں۔ قرآن اور حدیث میں جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے اور اس میں غیر جنگجوؤں، عورتوں اور بچوں کے تحفظ پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ "جہاد" کا لفظ محض جنگ کے لیے استعمال نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک وسیع

---

[1] "حرب" "، لسان العرب، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1993)، جلد 6، صفحہ 262.

[2] David E. Smith, *War and Politics* (Chicago: University of Chicago Press, 1984), p. 21.

[3] " : عنف"، المعجم الوسیط، (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1997)، جلد 1، صفحہ 604.

[4] James Gilligan, *Violence: Reflections on a National Epidemic* (New York: Vintage Books, 1996), p. 35.

اصطلاح ہے جس میں روحانی اور اخلاقی جدوجہد بھی شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات میں جنگ کے دوران انسانی حقوق کی حفاظت، قیدیوں کی عزت، اور حتیٰ کہ جنگ کے دوران درختوں کو نقصان پہنچانے سے بھی بچنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔

عیسائیت میں جنگ اور تشدد

عیسائیت میں جنگ کے جواز کو "Just War Theory" (جائز جنگ کا نظریہ) کے ذریعے سمجھا گیا ہے، جو جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کو وضع کرتا ہے۔ اس کے مطابق جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی جواز موجود ہوں، جیسے کہ ظلم و زیادتی کے خلاف لڑنا یا دفاع کے لیے جنگ کرنا۔ عیسائی تاریخ میں "مقدس جنگیں (Crusades)" جیسے واقعات میں مذہب کے تحت تشدد کو جائز سمجھا گیا، لیکن بعد میں عیسائیت نے اس پر غور کیا اور جنگ کے دوران اخلاقی حدود کی اہمیت کو تسلیم کیا۔

ہندومت میں جنگ اور تشدد

ہندومت میں "اہیمسا" (عدم تشدد) کے اصول کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جو کہ جنگ اور تشدد کے خلاف ایک مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ تاہم، مہابھارت اور گیتا جیسے اہم مذہبی متون میں جنگ کو ایک لازمی جزو کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جس میں اخلاقی اور فلسفیانہ پیچیدگیاں موجود ہیں۔ گیتا میں کرشن کی تعلیمات میں جنگ کو تقدیر کے ایک حصے کے طور پر دکھایا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ کبھی کبھار جنگ میں حصہ لینا ضروری ہو سکتا ہے تاکہ برائی کے خلاف لڑا جا سکے۔

مذہب اور تشدد کے اخلاقی اصول

مذہب اور تشدد کے تعلق میں اخلاقی اصولوں کا کردار اہم ہے۔ مذاہب میں جنگ کے دوران اخلاقی حدود کو متعین کرنے کے لیے کئی اصول وضع کیے گئے ہیں:

* **انسانی حقوق کا تحفظ**: مختلف مذاہب نے جنگ کے دوران انسانوں کے حقوق کی حفاظت کے حوالے سے اصول وضع کیے ہیں، جیسے کہ غیر جنگجوؤں کا تحفظ، قیدیوں کی عزت، اور جنگی عمل میں ضرورت سے زیادہ تشدد سے بچنے کی ہدایات۔
* **دفاعی جنگ**: اکثر مذاہب میں جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے۔ اس میں ظالم کے خلاف کھڑا ہونا اور مظلوموں کی مدد کرنا شامل ہے۔
* **عدم تشدد**: بعض مذاہب جیسے کہ ہندومت میں "اہیمسا" (عدم تشدد) کے اصول پر زور دیا گیا ہے، جو جنگ اور تشدد کے خلاف ایک مضبوط اخلاقی موقف اختیار کرتا ہے۔

عصر حاضر میں مذہب، جنگ اور تشدد

مذہب، جنگ اور تشدد کا تعلق آج بھی عالمی سطح پر ایک اہم موضوع ہے، خاص طور پر جنگوں اور عالمی تنازعات میں مذہب کے کردار کو سمجھنا ضروری ہے۔ مذہب کبھی دفاعی، کبھی تشہیراتی، اور کبھی اقتدار کے حصول کے لیے جنگ کے جواز کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ تاہم، عالمی سطح پر مذاہب کی اکثریت آج کے دور میں جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں، انسانیت کے تحفظ اور امن کے قیام کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔

مذہب، جنگ اور تشدد کا تعلق

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

مذہب، جنگ اور تشدد کا تعلق ایک پیچیدہ اور گہرا موضوع ہے جس پر وقتاً فوقتاً عالمی سطح پر بحث ہوتی رہتی ہے۔ مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز اور اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے، اور ان کا انسانیت پر کیا اثر پڑتا ہے، اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ جنگ اور تشدد کے بارے میں دینی تعلیمات کا مطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ ان اصطلاحات کا براہ راست تعلق انسانوں کی اخلاقی زندگی، سماجی نظم و نسق اور عالمی سیاست سے ہے۔

اسلام میں جنگ اور تشدد

جہاد کا مفہوم اور اس کا تطبیق

جہاد ایک ایسا اسلامی تصور ہے جو قرآن اور حدیث میں بار بار ذکر ہوا ہے اور اس کا مفہوم صرف جنگ یا تشدد تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ ایک وسیع اصطلاح ہے جس میں مسلمانوں کی روحانی، اخلاقی اور دفاعی جدوجہد شامل ہے۔ "جہاد" کا لغوی معنی ہے "کوشش" یا "محنت" کرنا، اور اس میں وہ تمام کوششیں شامل ہیں جو انسان اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ جہاد کی مختلف اقسام ہیں، جن میں دفاعی جہاد، روحانی جہاد، مالی جہاد، زبان سے جہاد، اور جنگی جہاد شامل ہیں۔

جہاد کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا اور اسلام کی تعلیمات کو پھیلانا ہے۔ جنگ یا تشدد کو صرف اس وقت جائز سمجھا گیا ہے جب یہ دفاعی مقصد کے تحت ہو اور اس میں اخلاقی اصولوں کا مکمل احترام کیا جائے۔ دفاعی جہاد کا مقصد صرف اپنے علاقے یا لوگوں کو بچانا ہوتا ہے، نہ کہ دوسروں پر حملہ کرنا۔

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔[5]

جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں، تم ان سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو، اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

دفاعی جہاد

دفاعی جہاد ایک ایسا جہاد ہے جو مسلمانوں کے دفاع میں کیا جاتا ہے جب وہ کسی دشمن کے حملے کا سامنا کرتے ہیں۔ اس جہاد کا مقصد اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنا، اپنے جان و مال کا دفاع کرنا اور اپنے علاقے میں امن قائم رکھنا ہوتا ہے۔ دفاعی جہاد میں تشدد کی اجازت صرف اس صورت میں ہے جب دشمن کی طرف سے خطرہ ہو، اور اس میں جنگی اخلاقیات اور انسانیت کے اصولوں کی مکمل پابندی کی جاتی ہے۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ○الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ۔[6]

---

[5] البقرہ 190:2
[6] الحج، 22 : 39 - 40

ان لوگوں کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی ہے جن سے (ناحق) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا، اور بیشک اللہ ان (مظلوموں) کی مدد پر بڑا قادر ہے ٥ (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے (یعنی انہوں نے باطل کی فرمانروائی تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا)، اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ (جہاد و انقلابی جدوجہد کی صورت میں) ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے، اور جو شخص اللہ (کے دین) کی مدد کرتا ہے یقیناً اللہ اس کی مدد فرماتا ہے۔ بیشک اللہ ضرور (بڑی) قوت والا (سب پر) غالب ہے (گویا حق اور باطل کے تضاد و تصادم کے انقلابی عمل سے ہی حق کی بقا ممکن ہے)۔

دفاعی جہاد کی شرعی حدود:

* جنگ میں صرف دشمن کے فوجی اہداف کو نشانہ بنایا جائے گا، غیر جنگجوؤں، عورتوں اور بچوں کا تحفظ کیا جائے گا۔
* جنگی قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے گا اور انہیں عزت دی جائے گی۔
* جنگ میں درختوں اور فصلوں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت ہے۔

جہاد کے دوران اخلاقی اصول

جہاد کی اہمیت صرف اس کے دفاعی یا روحانی پہلو تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں اخلاقی اصولوں کی پابندی بھی ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات میں جہاد کے دوران اخلاقی حدود مقرر کی گئی ہیں تاکہ جنگ کے دوران انسانیت کے اصولوں کا احترام کیا جائے اور غیر ضروری تشدد سے بچا جائے۔

اسلام نے محاربین کو دو طبقوں میں تقسیم کیا ہے: اہل قتال اور غیر اہل قتال ۔اہل قتال وہ ہیں جو جنگ میں عملاً حصہ لیتے ہیں اور غیر اہل قتال وہ جو جنگ میں حصہ نہیں لے سکتے مثلاً عورتیں، بچے، بیمار، زخمی، اندھے، مقطوع الاعضا یعنی معذور، مجنون، سیاح، خانقاہ نشین، زاہد، معبدوں اور مندروں کے مجاور، ایسے ہی دوسرے بے ضرر لوگ۔ اسلام نے طبقہ اول کے لوگوں کو جہاد کے دوران قتل کرنے کی اجازت دی ہے اور طبقہ دوم کے لوگوں کو قتل کرنے سے اسلام منع کرتا ہے۔ ایک مرتبہ میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی لاش پڑی دیکھی تو ناراض ہو کر فرمایا کہ:

»ما کانت ھذہ تقاتل" « یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی" اور سالارِ فوج حضرت خالد کو کہلا بھیجا» : لا تقتلن امرأۃ ولا عسیفا "« عورت اور اجیر کو ہرگز قتل نہ کرو۔[7]"

اخلاقی اصول

* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ:**

جنگ میں حصہ لینے والے سپاہیوں کے علاوہ، غیر جنگجو افراد جیسے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا تحفظ کیا جائے گا۔ اسلامی فقہ کے مطابق، ان افراد کو جنگ میں شامل نہیں کیا جائے گا اور انہیں نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔

---

[7] سنن ابوداؤد:2669

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

* **قیدیوں کے حقوق:**

جنگ کے دوران قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ انہیں اذیت دینے یا غیر انسانی سلوک سے گریز کیا جائے گا۔ اسلامی تاریخ میں جنگی قیدیوں کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کیا گیا ہے۔

* **ماحولیاتی تحفظ:**

جنگ کے دوران قدرتی وسائل جیسے درختوں اور فصلوں کو نقصان پہنچانے سے بچا جائے گا۔ اسلامی تعلیمات میں جنگ میں ماحولیات کی حفاظت کی بھی اہمیت دی گئی ہے۔

* **تشدد کی حد:**

اسلام میں تشدد کی اجازت صرف اس صورت میں ہے جب وہ دفاعی جنگ کے تحت ہو اور ضرورت سے زیادہ تشدد سے بچا جائے۔ اسلامی جنگی قوانین میں اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ جنگی عمل میں حد سے زیادہ تشدد اور وحشت سے پرہیز کیا جائے۔

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ[8]

جو لوگ تم سے جنگ کرتے ہیں، تم ان سے اللہ کی راہ میں جنگ کرو، اور اللہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلامی فقہ میں جنگ کے اصول

اسلامی فقہ میں جنگ کے اصول بہت واضح اور مفصل طور پر بیان کیے گئے ہیں، جن میں جنگ کی جائزیت اور اس کے دوران اخلاقی اصولوں کی پیروی پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے، یعنی جب مسلمان خود کو یا اپنے دین کو بچانے کے لیے جنگ کریں، تب اسے جائز قرار دیا جاتا ہے۔ جنگ کی اجازت کے باوجود، اسلام میں اس کے دوران اخلاقی اصولوں کی سختی سے پابندی کی گئی ہے تاکہ جنگ میں انسانیت کے اصولوں کی پامالی نہ ہو۔

جنگ کی شرعی حدود

دفاعی جنگ:

اسلامی فقہ کے مطابق، جنگ صرف اس وقت جائز ہوتی ہے جب مسلمانوں پر حملہ کیا جائے یا ان کی آزادی پر خطرہ ہو۔ اسلام میں جارحانہ جنگ کی اجازت نہیں ہے، اور کسی دوسرے علاقے یا قوم کو زبردستی تسخیر کرنا جائز نہیں سمجھا جاتا۔

جہاد کی جائزیت:

جہاد کا مقصد کبھی بھی ذاتی مفاد یا دنیاوی اقتدار کا حصول نہیں ہوتا۔ اس کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور دین کی حفاظت ہوتا ہے۔ اس میں جنگ کی اجازت صرف دفاعی مقصد کے تحت ہوتی ہے، نہ کہ ظلم یا فساد پھیلانے کے لیے۔

جنگ کے دوران اخلاقی اصول

---

[8] البقرہ 2:190

اسلام میں جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کا تحفظ، اسیران کی عزت، اور قدرتی وسائل کے تحفظ جیسے اصول واضح کیے گئے ہیں۔ جنگی اخلاقیات کی بنیاد قرآن اور حدیث پر رکھی گئی ہے، اور ان میں جنگ کے دوران انسانیت کے اصولوں کی بھرپور حفاظت کی جاتی ہے۔

جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کا تحفظ

اسلامی فقہ میں جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں، جیسے خواتین، بچوں، بزرگوں، اور مذہبی رہنماؤں کا تحفظ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جنگ میں حصہ لینے والوں کے علاوہ ان افراد کا قتل یا نقصان پہنچانا ممنوع ہے۔ اسلامی تعلیمات میں غیر جنگجوؤں کی زندگی اور املاک کے تحفظ کے بارے میں واضح ہدایات دی گئی ہیں۔

غیر جنگجوؤں کے تحفظ کی اہمیت

اسلام میں جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کی زندگی کا احترام کیا جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ:

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ [عَنِ ابْنِ عُمَرَ] أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً، فَأَنْكَرَ ذَلِكَ وَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.[9]

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنے غزوات میں سے کسی (غزوۂ فتح مکہ) میں ایک مقتول عورت کو دیکھا تو اس کا انکار فرمایا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے روک دیا۔

اس کے علاوہ، جنگ میں درختوں اور فصلوں کو بھی نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے تاکہ قدرتی ماحول کا تحفظ کیا جا سکے۔

اسلامی فقہ میں غیر جنگجوؤں کا تحفظ

اسلامی فقہ کے مطابق، جنگ میں حصہ لینے والوں کو بھی ان اصولوں کا پابند بنایا گیا ہے کہ وہ غیر جنگجوؤں کو نقصان نہ پہنچائیں اور جنگ کے دوران انسانیت کے اصولوں کا خیال رکھیں۔ سُفرا اور قاصدوں کے قتل کو بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ مسیلمہ کذاب کے قاصد جب اس کا گستاخانہ پیغام لے کر حاضر ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

»لولا أن الرسل لا تقتل، لضربت أعناقكما«[10]

"اگر قاصدوں کا قتل ممنوع نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔"

اسی سے فقہانے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ جب کوئی شخص اسلامی سرحد پر پہنچ کر بیان کرے کہ میں فلاں حکومت کا سفیر ہوں اور حاکم اسلام کے پاس پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں تو اس کو امن کے ساتھ داخلہ کی اجازت دی جائے، اس پر کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے۔ اس کے مال ومتاع، خدم وحشم حتیٰ کہ اسلحہ سے بھی تعرض نہ کیا جائے؛ اِلّا یہ کہ وہ اپنا سفیر ہونا ثابت نہ کر سکے۔

---

[9] بخاری 3014
[10] سنن ابوداؤد: 2761

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

انسانی حقوق اور جنگ کے ضوابط

اسلام میں جنگ کے دوران انسانی حقوق کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ اسلامی فقہ میں جنگی ضوابط میں اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ انسانی حقوق کا احترام کیا جائے اور جنگ کے دوران کوئی غیر ضروری ظلم یا تشدد نہ ہو۔ جنگ کے دوران اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ تمام جنگی سرگرمیاں شریعت کے اخلاقی اصولوں کے مطابق ہوں۔

انسانی حقوق کے ضوابط

اسیران کا احترام: جنگ میں گرفتار ہونے والے دشمن کے سپاہیوں کے ساتھ عزت واحترام کا سلوک کیا جائے گا۔ اسیران کو اذیت دینے یا ان کے ساتھ ظلم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسلامی تاریخ میں اسیران کے ساتھ حسن سلوک کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

فوجی حکمت عملی اور اخلاقی حدود: اسلامی جنگی ضوابط میں فوجی حکمت عملی اور اخلاقی حدود پر بہت زور دیا گیا ہے۔ دشمن کے خلاف لڑائی میں صرف ان کے فوجی اہداف کو نشانہ بنایا جائے گا اور جنگ میں غیر ضروری تشدد سے گریز کیا جائے گا۔

طبی سہولتیں: جنگ کے دوران زخمیوں کی دیکھ بھال کے لیے میڈیکل سہولتوں کی فراہمی ضروری ہے۔ جنگ میں زخمیوں کو قتل یا تکلیف پہنچانا ممنوع ہے۔

تاریخی پس منظر

اسلامی تاریخ میں جنگیں ایک اہم مقام رکھتی ہیں کیونکہ یہ جنگیں نہ صرف مسلمانوں کی حفاظت کے لیے لڑی گئیں، بلکہ ان میں اللہ کی رضا کی خاطر جنگی اصولوں کا پورا اہتمام کیا گیا۔ ان جنگوں کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اخلاقی حدود کی اہمیت اور دشمنوں کے ساتھ اخلاقی سلوک پر زور دیا۔ جنگ بدر، اُحد اور خیبر کی جنگیں نہ صرف اسلامی تاریخ کے سنگ میل ہیں بلکہ ان میں جنگ کے اخلاقی اصول بھی واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔

جنگ بدر، اُحد اور خیبر: جنگ کے اخلاقی اصول

جنگ بدر اسلامی تاریخ کی سب سے اہم جنگوں میں سے ایک ہے جو 17 رمضان 2 ہجری کو مکہ مکرمہ کے قریب بدر کے مقام پر لڑی گئی۔ یہ جنگ مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی تھی، جس کا آغاز مسلمانوں کی دفاعی ضرورت سے ہوا۔ قریش مکہ نے مسلمانوں کو مکہ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا اور جب مسلمان مدینہ ہجرت کر گئے تو قریش نے ان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔

جنگ کے اخلاقی اصول

* **دفاعی جنگ** : جنگ بدر میں مسلمانوں نے صرف اپنے دفاع میں حصہ لیا اور انہوں نے کسی بھی جارحیت یا ظلم کا جواب نہیں دیا۔ یہ جنگ ایک دفاعی جنگ تھی جس کا مقصد صرف اپنی آزادی کا دفاع تھا۔
* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ** : جنگ کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ مسلمان سپاہیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ جنگی قیدیوں کے ساتھ رحم دلی کا سلوک کریں، اور ان کے ساتھ کسی بھی قسم کی غیر انسانی سلوک سے گریز کریں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

* **ظلم وزیادتی کی ممانعت** : جنگ میں غیر جنگجوؤں، عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں تھی،اور یہ اصول جنگ کے دوران پورا کیا گیا۔

وحشیانہ افعال کے خلاف عام ہدایات

فوجوں کی روانگی کے وقت جنگی برتاؤ کے متعلق ہدایات دینے کا طریقہ جس سے اُنیسویں صدی کے وسط تک مغربی دنیا نابلد تھی، ساتویں صدی عیسوی میں عرب کے اُمی پیغمبر ﷺ نے جاری کیا تھا۔ داعیٔ اسلام ﷺ کا قاعدہ تھا کہ جب آپ ﷺ کسی سردار کو جنگ پر بھیجتے تو اسے اور اس کی فوج کو پہلے تقویٰ اور خوف خدا کی نصیحت کرتے، پھر فرماتے:

«فاغزوا جميعا وفي سبيل الله، فقاتلوا من كفر بالله، ولا تغدروا ولا تغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدًا»[11]

"جاؤ سب اللہ کی راہ میں لڑو، اُن لوگوں سے جو اللہ سے کفر کرتے ہیں۔ مگر جنگ میں بد عہدی نہ کرو، غنیمت میں خیانت نہ کرو، مثلہ نہ کرو اور کسی بچے کو قتل نہ کرو۔"

خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب شام کی طرف فوجیں روانہ کیں تو ان کو دس ہدایات دی تھیں جن کو تمام مؤرخین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔

وہ ہدایات یہ ہیں:

1. عورتیں، بچے اور بوڑھے قتل نہ کیے جائیں۔
2. مثلہ نہ کیا جائے۔
3. راہبوں اور عابدوں کو نہ ستایا جائے اور نہ ان کے معابد مسمار کیے جائیں۔
4. کوئی پھل دار درخت نہ کاٹا جائے اور نہ کھیتیاں جلائی جائیں۔
5. آبادیاں ویران نہ کی جائیں۔
6. جانوروں کو ہلاک نہ کیا جائے۔
7. بد عہدی سے ہر حال میں احتراز کیا جائے۔
8. جو لوگ اطاعت کریں، ان کی جان و مال کا وہی احترام کیا جائے جو مسلمانوں کی جان و مال کا ہے۔
9. اموالِ غنیمت میں خیانت نہ کی جائے۔
10. جنگ میں پیٹھ نہ پھیری جائے۔

[11] مستدرك حاكم: 4، 582

جنگِ اُحد

جنگِ اُحد 3 ہجری میں مدینہ کے قریب اُحد کے مقام پر ہوئی۔ یہ جنگ قریش مکہ کی جانب سے انتقامی حملہ تھی جس کا مقصد بدر کی شکست کا بدلہ لینا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو ابتدائی طور پر کامیابی حاصل ہوئی، مگر بعد میں قریش کی ایک چالاکی کے سبب مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔

جنگ کے اخلاقی اصول

* **دفاعی حکمت عملی** : جنگِ اُحد میں بھی مسلمانوں نے اپنے دفاع کے طور پر جنگ لڑی۔ جنگ میں مسلمانوں نے ابتدائی طور پر قریش کو پسپائی دی، مگر جب کچھ مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے برخلاف جبل اُحد پر سے پیچھے ہٹنا شروع کیا تو قریش نے دوبارہ حملہ کیا۔
* **شہادت کا تصور** : جنگِ اُحد میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی، اور اس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ شہادت اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ جنگ کے دوران شہداء کے ساتھ عزت واحترام کے اصولوں کی پیروی کی گئی۔
* **صبر وشجاعت** : جنگ کے دوران مسلمانوں نے صبر اور شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اس بات پر ایمان رکھا کہ اللہ کی رضا کے لیے لڑنا ہی مقصد ہے، نہ کہ دنیاوی غلبہ حاصل کرنا۔

جنگِ خیبر

جنگِ خیبر 7 ہجری میں مدینہ کے شمال میں خیبر کے قلعوں کے قریب ہوئی۔ یہ جنگ خیبر کے یہودی قبائل کے خلاف تھی جو مسلمانوں کے دشمن تھے اور مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہے تھے۔ یہ جنگ مسلمانوں کے لیے ایک اہم فتح ثابت ہوئی۔

جنگ کے اخلاقی اصول

* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ** : جنگِ خیبر میں بھی غیر جنگجوؤں، خواتین اور بچوں کو محفوظ رکھنے کے اصول پر عمل کیا گیا۔ جنگ کے دوران مسلمانوں نے اپنے دشمنوں کی خواتین اور بچوں کو نقصان پہنچانے سے گریز کیا۔
* **پرامن معاہدہ کی کوشش** : جنگ کے بعد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا، جس میں انہیں اپنے کھیتوں میں کام کرنے اور زمین پر قبضہ رکھنے کی اجازت دی گئی، بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے خلاف سازش نہ کریں۔ اس معاہدے میں بھی انصاف اور امن کی بنیاد رکھی گئی۔

غدر، نقض عہد اور معاہدوں پر دست درازی کرنے کی برائی میں بے شمار احادیث آئی ہیں جن کی بناپر یہ فعل اسلام میں بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة، وان ريحها ليوجد من مسيرة أربعين عامًا»[12]

"جو کوئی کسی معاہد کو قتل کرے گا،اسے جنت کی بوتک نصیب نہ ہو گی حالانکہ اس کی بو چالیس برس کی مسافت سے بھی محسوس ہوتی ہے۔"

* **کامیابی کے بعد حسن سلوک** : جنگ میں فتح کے باوجود مسلمانوں نے دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک دکھایا اور دشمن کے ساتھ معاہدے کی بنیاد پر فتوحات کا انتظام کیا۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ جب شہر میں داخل ہونے لگے تو فوج میں اعلان کرا دیا تھا:

»لاتجهزن على جريح ولا يتبعن مدبرا ولا يقتلن أسيرا ومن أغلق بابه فهو آمن[13]«

"کسی مجروح پر حملہ نہ کیا جائے۔ کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔ کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے۔"

عیسائیت میں جنگ اور تشدد

عیسائیت میں جنگ اور تشدد کا مفہوم اس کے بنیادی اخلاقی اصولوں، جیسے محبت، معافی اور امن کے فلسفے سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یسوع مسیح کی تعلیمات نے ہمیشہ محبت، صلح، اور غیر مشروط معافی کی اہمیت پر زور دیا، اور بائبل میں بھی ان تعلیمات کو بہت واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاہم، عیسائیت میں جنگ اور تشدد کے بارے میں نظریات کی تفصیل پیچیدہ ہے، اور اس میں وقتاً فوقتاً مختلف مفہوم اور تفسیریں سامنے آئی ہیں۔

یسوع مسیح کی تعلیمات

یسوع مسیح کی تعلیمات عیسائیت کا مرکزی پیغام ہیں، اور ان میں جنگ اور تشدد کے حوالے سے ایک غیر معمولی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ مسیحی عقائد کے مطابق، یسوع نے ہمیشہ محبت، صلح، اور غیر مشروط معافی پر زور دیا، اور اس کا سب سے مشہور پیغام "محبت اپنے دشمنوں سے کرو" ہے۔

* **محبت کا اصول:**

یسوع نے اپنے پیروکاروں کو اپنے دشمنوں سے محبت کرنے کی تعلیم دی۔ اس کے مطابق، دشمنوں کے ساتھ بھی مہربانی اور احترام کے ساتھ پیش آنا ضروری ہے۔ یسوع نے کہا: تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو، اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو۔[14]

* **معافی کا اصول:**

یسوع نے معافی کو اہمیت دی اور یہ تعلیم دی کہ انسانوں کو اپنے گناہ بخشنے والے خدا کی طرح دوسروں کو بھی معاف کرنا چاہیے۔ اس کے

---

[12] صحيح بخارى:2995

[13] الرحيق المختوم،ص 434، سنن دار قطنى:3,60

[14] (متى 5:44).

مطابق، انتقام لینا یا تشدد کا جواب دینا عیسائیت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اگر تم اپنے بھائیوں کے گناہ معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کرے گا۔[15]

* **عدم تشدد:**

یسوع نے غیر مشروط محبت اور معافی کے ذریعے تشدد کی مخالفت کی۔ اس نے یہ فرمایا کہ "آنکھ کے بدلے آنکھ" کے اصول کو ترک کر کے امن و آشتی کی طرف قدم بڑھایا جائے۔ جو تمہیں تھپڑ مارے، اس کے گال پر دوسرا گال بھی پیش کرو "۔[16]

عیسائیت میں جنگ اور تشدد

عیسائیت میں محبت اور معافی کے اصول کی شدت کے باوجود، کچھ تاریخوں میں جنگ اور تشدد کے جواز کے لیے بھی نظریات سامنے آئے ہیں، جیسے کہ "Just War Theory"(جائز جنگ کا نظریہ) جس کے مطابق جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی جواز موجود ہوں۔ تاہم، اس کے باوجود، عیسائی تعلیمات میں جنگ کا بنیادی مقصد کبھی بھی ظلم یا تشدد کا ارتکاب نہیں تھا، بلکہ اس کا مقصد انصاف، دفاع، اور ظلم کے خلاف جدوجہد ہوتا تھا۔

بائبل میں تشدد کے بارے میں اصول

بائبل میں تشدد اور جنگ کے بارے میں مختلف تعلیمات اور اصول موجود ہیں جو عیسائیت کی روحانی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ اگرچہ بائبل میں جنگ کے بارے میں چند واقعات اور جنگوں کا ذکر کیا گیا ہے، تاہم عیسائی عقائد میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ جنگ کا مقصد ہمیشہ اللہ کی رضا کی خاطر ہونا چاہیے، اور تشدد کی حد کو کم سے کم رکھا جائے۔

سزا اور انصاف کا اصول

بائبل میں سزا اور انصاف کے بارے میں بھی اصول بیان کیے گئے ہیں، لیکن اس میں غیر ضروری تشدد یا زیادتی کی مخالفت کی گئی ہے۔ بائبل میں "آنکھ کے بدلے آنکھ" کے اصول کا ذکر ہے، لیکن یسوع نے اس اصول کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا اور اس کی جگہ محبت اور معافی کی تعلیم دی۔

"اگر کوئی تمہاری ایک گال پر تھپڑ مارے، تو اس کے لیے دوسرا گال بھی پیش کرو[17] "

جائز جنگ کا نظریہ

عیسائی فلسفہ میں جنگ کا جواز تب ہی دیا گیا جب ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے اسے ضروری سمجھا گیا۔ "Just War Theory" کے مطابق، جنگ کا آغاز دفاعی مقاصد کے لیے اور انسانیت کے تحفظ کے لیے کیا جا سکتا ہے۔ اس نظریہ میں جنگ کو جائز قرار دینے کے لیے چند اخلاقی اصول ہیں[18]:

* جنگ کا آغاز دفاعی مقاصد کے لیے ہو۔
* صرف اتنی طاقت کا استعمال کیا جائے جتنی ضرورت ہو۔

---

[15] (متی 6:14).
[16] (متی 5:39).
[17] (متی 5:39) .
[18] دفاعی جنگیں انسانوں کی آزادی، انصاف اور امن کے قیام کے لیے لڑی جاتی ہیں " (Augustine, *City of God*, 19.7).

* غیر جنگجوؤں کو نشانہ نہ بنایا جائے۔

تشویش کی حقیقت

ماضی میں بعض عیسائی حکومتوں نے مذہبی جنگوں اور صلیبی جنگوں کے دوران تشدد اور ظلم کو مذہبی جواز فراہم کیا۔ ان جنگوں میں مسلمانوں کے خلاف مذہبی بنیادوں پر تشدد کیا گیا، لیکن بعد ازاں عیسائیت نے اس پر نظرثانی کی اور تشدد کے بجائے امن کے قیام کی اہمیت پر زور دیا۔

مقدس جنگیں (Crusades)

مقدس جنگیں یا Crusades عیسائیت کی تاریخ کا ایک اہم اور متنازعہ باب ہیں، جن میں مذہب کے نام پر تشدد اور جنگیں لڑی گئیں۔ یہ جنگیں 11ویں سے 13ویں صدی کے دوران عیسائی سلطنتوں نے مسلمانوں کے خلاف لڑیں، خاص طور پر یروشلم اور دوسرے مقدس مقامات پر قابض ہونے کے لیے۔ ان جنگوں کو "مقدس جنگیں" کے طور پر جانا گیا کیونکہ انہیں عیسائیت کے مذہبی مقصد کے تحت کیا گیا تھا، اور ان کا جواز اس وقت کے عیسائی رہنماؤں نے مذہبی عقیدے اور اللہ کی رضا کے لیے کیا تھا۔

عیسائیت میں جنگ کے جواز کا تجزیہ

عیسائیت میں جنگ کے جواز کو سمجھنے کے لیے ہمیں "Just War Theory" (جائز جنگ کا نظریہ) کو دیکھنا ہوگا، جو کہ اس وقت کے عیسائی فلسفہ کا حصہ تھا۔ اس نظریے کے مطابق جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی تھی جب اس کے اخلاقی جواز موجود ہوں، جیسے کہ ظلم و زیادتی کے خلاف لڑنا یا دفاع کے لیے جنگ کرنا۔

Crusades کا نظریاتی جواز

مذہبی مقصد: Crusades کا مقصد مسلمانوں سے یروشلم اور دیگر مقدس مقامات کا کنٹرول واپس لینا تھا۔ یروشلم، جو عیسائیوں کے لیے ایک اہم مقدس شہر تھا، کو مسلمانوں نے فتح کیا تھا، اور عیسائیوں نے اسے دوبارہ حاصل کرنے کے لیے جنگیں شروع کیں۔ ان جنگوں کو "مقدس جنگیں" کہا گیا کیونکہ ان کا مقصد مذہبی مقصد کو حاصل کرنا تھا، اور یہ جنگیں "اللہ کی رضا" کے لیے لڑی گئیں۔

"Just War Theory" کا اطلاق:

عیسائیت میں جنگ کے جواز کے لیے "Just War Theory" کو استعمال کیا گیا، جس کے مطابق جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی اصول پورے کیے جائیں، جیسے کہ ظالموں کے خلاف لڑنا، نیک مقصد کے لیے جنگ کرنا، اور جنگی ضوابط کی پابندی کرنا۔ Crusades کو اس بنیاد پر مذہبی جواز فراہم کیا گیا کہ یہ جنگیں "ظلم" کے خلاف تھیں اور ان کا مقصد "اللہ کی مرضی" کے تحت یروشلم کو واپس حاصل کرنا تھا۔[19]

شہادت کا تصور:

---

[19] Augustine, *City of God*, 19.7.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

Crusades میں شامل عیسائی سپاہیوں کو شہادت کی امید دی گئی۔ انہیں یہ یقین دلایا گیا کہ وہ جنگ میں شامل ہو کر "اللہ کی راہ" میں شہادت حاصل کریں گے، جسے عیسائیت میں بہت عظیم سمجھا جاتا تھا۔ یہ تصور ان کے لیے جنگ کے جواز کو مضبوط بناتا تھا۔

Crusades اور مذہبی تشدد

Crusades میں مذہبی تشدد کا عنصر بہت واضح تھا۔ یہ جنگیں نہ صرف مذہبی مقاصد کے تحت لڑی گئیں، بلکہ ان میں تشدد کا ایک بدترین پہلو بھی تھا۔

تشدد کا جواز اور اس کا استعمال

Crusades میں عیسائی سپاہیوں نے مسلمانوں اور دیگر غیر عیسائیوں کے خلاف شدید تشدد استعمال کیا، اور اس تشدد کو مذہبی جواز فراہم کیا گیا۔ یہ جنگیں نہ صرف میدان جنگ میں لڑیں گئیں بلکہ ان میں قتل و غارتگری، لوٹ مار، اور بے گناہ لوگوں کا قتل بھی شامل تھا۔ یروشلم کی فتح کے دوران عیسائیوں نے مسلمانوں اور یہودیوں کے خلاف بڑے پیمانے پر قتل و غارت کی، اور اس قتل کو "اللہ کی رضا" کے تحت جائز سمجھا گیا۔

قتل و غارتگری:

یروشلم کی فتح کے دوران، عیسائی سپاہیوں نے شہر میں موجود مسلمانوں اور یہودیوں کو قتل کیا۔ یہ قتل "مقدس جنگ" کے طور پر جواز فراہم کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ ایک مقدس فریضہ ہے جو عیسائیوں کے لیے ضروری ہے۔

مذہبی شدت پسندی:

Crusades نے مذہب کی بنیاد پر شدت پسندی کو فروغ دیا۔ عیسائی جنگجوؤں کو یہ باور کرایا گیا کہ وہ "اللہ کے راستے" میں لڑ رہے ہیں اور ان کے اعمال کسی بھی قسم کی اخلاقی حدود سے آزاد ہیں۔ اس شدت پسندی نے نہ صرف عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان دشمنی کو بڑھایا، بلکہ مذہب کے نام پر تشدد کو بھی جائز قرار دیا۔

کیا یہ جائز جنگ تھی؟

Crusades کا جواز ایک طرف "Just War Theory" کے تحت دیا گیا، لیکن ان جنگوں میں جو تشدد اور ظلم کیا گیا، وہ عیسائیت کی اصل تعلیمات کے خلاف تھا۔ عیسائی عقائد میں محبت، معافی، اور غیر مشروط محبت کا پیغام تھا، اور ان جنگوں میں ان اصولوں کی خلاف ورزی کی گئی۔ اس لیے بعد میں عیسائیت نے اس پر غور کیا اور اس تشدد کو جائز نہیں سمجھا گیا۔

" : تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو، اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو"۔[20]

عیسائیت میں جنگ کی جائزیت "Just War Theory": اور اخلاقی اصول

عیسائیت میں جنگ کی جائزیت کا سوال ہمیشہ ایک پیچیدہ اور گہرے فکری موضوع رہا ہے۔ عیسائیت کے آغاز سے ہی جنگ اور تشدد کے بارے میں مختلف نظریات سامنے آتے رہے ہیں، لیکن اس کا مرکزی اصول ہمیشہ یہ رہا ہے کہ جنگ کی اجازت صرف اس صورت میں دی جائے جب اس کے اخلاقی جواز

[20] متی 5:44

موجود ہوں، اور اس میں ظلم یا زیادتی نہ ہو۔ اس حوالے سے عیسائی فلسفے میں **"Just War Theory"** (جائز جنگ کا نظریہ) کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، جو یہ بتاتی ہے کہ جنگ کو کس صورت میں اخلاقی اور جائز سمجھا جا سکتا ہے۔

"Just War Theory" کا مفہوم

"Just War Theory" عیسائیت میں جنگ کے جواز کے بارے میں ایک فلسفہ ہے جو جنگ کی اخلاقی حدود اور اس کے قوانین کو وضع کرتا ہے۔ یہ نظریہ قدیم عیسائی مفکرین اور فلسفیوں جیسے **آگسٹائن** (Augustine) اور **تھامس ایکویناس** (Thomas Aquinas) کے ذریعے تیار کیا گیا تھا، اور اس کے مطابق جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی اصول اور جواز پورے کیے جائیں۔

"Just War Theory" میں جنگ کے جواز کے لیے تین اہم اصول ہیں:

جنگ کا جواز (Jus ad bellum)

یہ اصول اس بات کا تعین کرتا ہے کہ جنگ کا آغاز کب جائز ہے۔ "Just War Theory" کے مطابق، جنگ صرف اس صورت میں شروع کی جا سکتی ہے جب:

* **دفاعی مقصد** ہو: جنگ کا مقصد صرف خود کا دفاع یا دوسروں پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ ہونا چاہیے۔
* **ظلم و زیادتی کا مقابلہ**: جب کسی قوم یا فرد پر ظلم کیا جائے، اور کوئی دوسرا طریقہ ظلم کے خاتمے کا نہ ہو، تو جنگ کو جائز سمجھا جا سکتا ہے۔
* **جنگ کے اعلان کا صحیح طریقہ**: جنگ کا اعلان ایک قانونی اتھارٹی (جیسے حکومتی ادارہ یا ریاست) کے ذریعے ہونا چاہیے، تاکہ جنگ کے اخلاقی جواز کو ثابت کیا جا سکے۔

عرب میں قاعدہ تھا کہ راتوں کو اور خصوصاً رات کے آخری حصہ میں جب لوگ سو رہے ہوتے اچانک حملہ کر دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عادت کو بند کر دیا: كان إذا جاء قومًا لم يغرحتى يصبح[21] "آپ جب کسی دشمن پر رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہوتی حملہ نہ کرتے۔"

جنگ کے دوران اخلاقی اصول (Jus in bello)

"Just War Theory" میں جنگ کے دوران جو اصول اپنانے چاہییں، ان کو **"Jus in bello"** کہا جاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق، جنگ میں حصہ لینے والوں کو انسانی حقوق کا احترام کرنا ضروری ہے، اور اس میں اخلاقی حدود کا لحاظ رکھا جانا چاہیے۔ ان اصولوں میں شامل ہیں:

* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ**: جنگ کے دوران غیر جنگجو افراد (خواتین، بچے، بزرگ، اور معصوم افراد) کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔
* **تشدد کی حد**: جنگ میں طاقت کا استعمال اس حد تک کیا جانا چاہیے جو دفاعی مقصد کے لیے ضروری ہو۔ غیر ضروری تشدد اور ظلم سے بچا جائے۔
* **جنگی قیدیوں کا احترام**: جنگ میں گرفتار ہونے والے دشمن کے فوجیوں یا قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ ان کو اذیت دینا یا ان سے بدسلوکی کرنا عیسائیت کے اخلاقی اصولوں کے خلاف ہے۔

---

[21] صحیح بخاری:2784

حوالہ" : اگر تمہارے ساتھ لڑنے والے تم سے جنگ کریں، تو تم ان سے لڑو، لیکن حد سے تجاوز نہ کرو"(القرآن، 2:190)۔

جنگ کے بعد اخلاقی اصول(Jus post bellum)

یہ اصول اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ جنگ کے بعد کے حالات میں کیا اخلاقی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ "Just War Theory" میں جنگ کے بعد کے مرحلے میں یہ یقین دہانی کرنی ضروری ہے کہ:

* **امن قائم کرنا** : جنگ کے بعد امن کا قیام کرنا ضروری ہے تاکہ جنگ کی وجہ سے ہونے والی تباہی اور نقصان کا ازالہ کیا جا سکے۔
* **انصاف** : جنگ کے نتائج میں انصاف اور مساوات کو یقینی بنایا جائے تاکہ کسی بھی طرف سے زیادتی نہ ہو۔
* **کامیابی کے بعد حسن سلوک** : جنگ کے بعد فتح حاصل کرنے کے باوجود دشمن کے ساتھ احترام سے پیش آنا ضروری ہے، اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

عیسائیت میں جنگ کے اخلاقی اصول

عیسائیت میں جنگ کے جواز اور اس کے دوران اخلاقی اصولوں کا تعین کرنے کے لیے **"Just War Theory"** بہت اہم ہے۔ اس میں عیسائیوں کو یہ سکھایا گیا ہے کہ جنگ ایک آخری حل کے طور پر کی جانی چاہیے، اور اس میں کسی بھی صورت میں غیر ضروری تشدد سے بچا جانا چاہیے۔ اس نظریے کے مطابق، جنگ میں حصہ لینے والے افراد کو ان کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے، جیسے کہ غیر جنگجوؤں کا تحفظ، قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک، اور دشمن کو نقصان پہنچانے کے بجائے امن کی کوشش کرنا۔

عیسائیت میں جنگ اور تشدد کے اخلاقی اصولوں پر یسوع مسیح کی تعلیمات کا بھی گہرا اثر ہے، جنہوں نے ہمیشہ محبت، معافی اور غیر مشروط محبت کی اہمیت پر زور دیا۔ عیسائیوں کے لیے جنگ کا مقصد کبھی بھی ظلم کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یہ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب یہ ظالموں کے خلاف لڑنے کے لیے ضروری ہو۔ محبت اپنے دشمنوں سے کرو اور ان کے لیے دعا کرو جو تمہیں ستاتے ہیں"۔[22]

دونوں مذاہب کا موازنہ

جنگ اور تشدد کے حوالے سے اسلام اور عیسائیت میں مختلف نظریات اور تعلیمات ہیں۔ ہر مذہب میں جنگ کے جواز کو مختلف اخلاقی، دفاعی اور فلسفیانہ اصولوں کے تحت سمجھا گیا ہے۔ ان دونوں مذاہب میں جنگ کے جواز کا مقصد کبھی بھی ظلم یا فساد کا پھیلاؤ نہیں ہے، بلکہ یہ صرف دفاعی اور اخلاقی جواز کے تحت جائز سمجھی جاتی ہے۔ تاہم، ہر مذہب میں اس کے جواز کے اصول اور ان کے اطلاق کا طریقہ مختلف ہے۔

جنگ کے جواز کا موازنہ

اسلام میں جنگ کا جواز

اسلام میں جنگ اور تشدد کا جواز بہت واضح اور محدود ہے۔ جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے، یعنی جب مسلمانوں پر حملہ کیا جائے یا ان کی آزادی پر خطرہ ہو، تو اس وقت جنگ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق، جنگ کو "جہاد " کے طور پر پیش کیا گیا ہے، اور اس میں بہت

[22] (متی 5:44)

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

سی اقسام شامل ہیں، جیسے دفاعی جہاد اور روحانی جہاد۔ جہاد کا مقصد صرف اللہ کی رضا کے لیے دفاع کرنا ہوتا ہے، نہ کہ دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے۔

اسلامی جنگ کے جواز کی خصوصیات:

* **دفاعی جنگ** : جب کسی پر ظلم یا حملہ کیا جائے، تو مسلمانوں کو اپنی حفاظت کا حق حاصل ہے۔
* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ** : جنگ میں حصہ لینے والوں کو غیر جنگجوؤں، عورتوں، بچوں اور بزرگوں کو نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے۔
* **جنگی اخلاقیات** : جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کی پابندی کرنا ضروری ہے، جیسے کہ جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور قدرتی وسائل کا تحفظ۔

عیسائیت میں جنگ کا جواز

عیسائیت میں جنگ کے جواز کے لیے "Just War Theory" (جائز جنگ کا نظریہ) کو اہمیت دی گئی ہے۔ یہ نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی جواز ہوں، جیسے کہ ظلم و زیادتی کا خاتمہ، یا دفاعی مقصد کے لیے لڑنا۔ اس کے مطابق، جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کی پابندی ضروری ہے تاکہ جنگ کو جائز قرار دیا جا سکے۔

عیسائیت میں جنگ کے جواز کی خصوصیات:

* **دفاعی جنگ** : عیسائیت میں جنگ کو دفاعی مقاصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے، جیسے کہ ظلم کے خلاف لڑنا۔
* "Just War Theory": اس میں جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کی پابندی ضروری ہے، جیسے کہ غیر جنگجوؤں کا تحفظ، غیر ضروری تشدد سے بچنا، اور جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک۔
* **امن اور معافی** : عیسائیت میں امن اور معافی کو سب سے اہم سمجھا گیا ہے، اور جنگ کا مقصد کبھی بھی ظلم کرنا نہیں ہونا چاہیے۔

"تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور ان کے لیے دعا کرو جو تمہیں ستاتے ہیں"۔[23]

دفاعی اور اخلاقی جواز کا تجزیہ

دفاعی جواز:

تمام تینوں مذاہب میں جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے۔ اسلام، عیسائیت اور ہندومت میں جنگ کو تب ہی جائز قرار دیا گیا ہے جب یہ دفاعی مقاصد کے لیے کی جائے، جیسے کہ کسی کی آزادی یا جان کا دفاع کرنا۔ تینوں مذاہب میں یہ اصول مشترک ہے کہ جنگ کا مقصد کبھی بھی ظلم کرنا یا بے گناہوں کو نقصان پہنچانا نہیں ہونا چاہیے۔

اخلاقی جواز:

تمام تینوں مذاہب میں جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کی پیروی پر زور دیا گیا ہے۔ اسلام میں غیر جنگجوؤں کا تحفظ، عیسائیت میں "Just War

---

[23] (متی 5:44).

"Theory" کی پیروی، اور ہندومت میں جنگ میں حصہ لینے والے افراد کو **دھرم** کے اصولوں کے تحت عمل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ ان تینوں مذاہب میں اخلاقی جواز اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جنگ میں **انسانیت**، **امن** اور **انصاف** کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

تشدد کی جائزیت: جنگ میں تشدد کی جائزیت اور دونوں مذاہب میں تشدد کی حدود

تشدد کا جائزیت کا سوال تاریخی، اخلاقی اور مذہبی تناظر میں ہمیشہ ایک پیچیدہ موضوع رہا ہے، خاص طور پر جب یہ جنگوں اور مذہبی جنگوں سے **متعلق** ہو۔ **مختلف** مذاہب میں تشدد کی جائزیت کو مختلف طریقوں سے سمجھا گیا ہے، اور ان میں اصولوں کی بنیاد انسانیت کی حفاظت، انصاف اور اخلاقی ذمہ داریوں پر رکھی گئی ہے۔ اسلام اور عیسائیت میں جنگ کے دوران تشدد کو اخلاقی اصولوں کے مطابق محدود کیا گیا ہے تاکہ غیر ضروری اذیت اور **ظلم** سے بچا جا سکے۔ تینوں مذاہب میں جنگ میں تشدد کی جائزیت اور اس کی حدود پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے تاکہ جنگ میں انسانیت کے اصولوں کا احترام کیا جا سکے۔

جنگ میں تشدد کی جائزیت

جنگ میں تشدد کی جائزیت ہمیشہ ایک متنازعہ موضوع رہی ہے۔ **مختلف** مذاہب میں اس کا جواز اس بات پر منحصر ہے کہ آیا یہ دفاعی جنگ ہے یا جارحانہ جنگ، اور اس کے دوران غیر جنگجوؤں، عورتوں، بچوں اور قیدیوں کے حقوق کا کتنا احترام کیا گیا ہے۔ جنگ میں تشدد کی جائزیت کو مذہبی نصوص کے ذریعے محدود کیا گیا ہے تاکہ اس کا مقصد صرف دفاعی یا انصاف کے قیام تک محدود ہو، اور غیر ضروری تشدد اور **ظلم** سے بچا جا سکے۔

اسلام میں جنگ میں تشدد کی جائزیت

اسلام میں جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے، اور جنگ کے دوران تشدد کی حدود واضح کی گئی ہیں۔ قرآن اور حدیث میں جنگ کے دوران **انسانی حقوق** کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے، جیسے کہ غیر جنگجوؤں کا تحفظ، عورتوں اور بچوں کا قتل نہ کرنا، اور جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ جنگ میں تشدد کی جائزیت اس وقت دی جاتی ہے جب یہ کسی **ظلم** کے خاتمے یا **دفاع** کے لیے ہو۔

عیسائیت میں جنگ میں تشدد کی جائزیت

عیسائیت میں جنگ میں تشدد کے جواز کو **"Just War Theory"** (جائز جنگ کا نظریہ) کے تحت سمجھا گیا ہے، جو اس بات پر زور دیتا ہے کہ جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی جواز موجود ہوں، جیسے کہ ظلم کا خاتمہ، دفاع کے لیے لڑنا، اور اخلاقی اصولوں کی پابندی کرنا۔ "Just War Theory" کے مطابق، جنگ میں تشدد کو صرف اتنی حد تک جائز سمجھا جاتا ہے جتنا کہ دفاعی ضرورت ہو، اور اس میں غیر جنگجوؤں کو نقصان پہنچانا یا غیر ضروری تشدد سے بچنا ضروری ہے۔

دونوں مذاہب میں تشدد کی حدود

اسلام اور عیسائیت دونوں مذاہب میں جنگ میں تشدد کی حدود واضح کی گئی ہیں، تاکہ جنگ میں غیر ضروری تشدد سے بچا جا سکے اور انسانیت کے اصولوں کا احترام کیا جا سکے۔ یہ حدود اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ جنگ صرف دفاعی اور انصاف کے مقصد کے لیے کی جائے، اور اس دوران غیر جنگجوؤں اور مظلوموں کو نقصان نہ پہنچے۔

اسلام میں تشدد کی حدود

اسلام میں جنگ کے دوران تشدد کی حدود بہت واضح طور پر بیان کی گئی ہیں۔ جنگ میں تشدد کی اجازت صرف اس صورت میں دی گئی ہے جب یہ دفاعی مقصد کے لیے ہو اور اس میں غیر جنگجوؤں کا تحفظ، جنگی قیدیوں کا احترام، اور بے گناہ افراد کو نقصان پہنچانے سے بچنا ضروری ہو۔

* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ** : قرآن اور حدیث میں جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں جیسے عورتوں، بچوں، بزرگوں اور مذہبی پیشواؤں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کی گئی ہے۔
* **پہلے حملے کی ممانعت** : اسلام میں جارحانہ جنگ کی اجازت نہیں ہے، اور جنگ صرف اس وقت جائز ہوتی ہے جب دفاعی مقصد ہو۔
* **قدرتی وسائل کا تحفظ** : جنگ میں درختوں اور فصلوں کو نقصان پہنچانے سے روکا گیا ہے، تاکہ قدرتی وسائل کا تحفظ کیا جا سکے۔

عیسائیت میں تشدد کی حدود

عیسائیت میں جنگ کے دوران تشدد کی حدود "Just War Theory" کے مطابق طے کی گئی ہیں۔ اس میں یہ اصول شامل ہیں:

* **صرف دفاعی جنگ** : جنگ کا آغاز صرف اس صورت میں کیا جائے گا جب اس کے اخلاقی جواز موجود ہوں۔
* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ** : جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کو نقصان پہنچانے کی ممانعت ہے۔
* **غیر ضروری تشدد سے بچنا** : جنگ میں غیر ضروری تشدد سے بچنا ضروری ہے، اور جنگ میں اخلاقی اصولوں کی پابندی کی جائے گی۔

انسانی حقوق اور جنگ: جنگ میں انسانی حقوق کا تحفظ

جنگ ہمیشہ ایک پیچیدہ اور متنازعہ عمل رہی ہے، لیکن اس کے باوجود بین الاقوامی سطح پر جنگ کے دوران انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے کچھ اصول وضع کیے گئے ہیں تاکہ جنگ کے اثرات کو کم کیا جا سکے اور غیر جنگجوؤں اور قیدیوں کو تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ انسانی حقوق کا تحفظ جنگ کے دوران نہ صرف اخلاقی طور پر ضروری ہے بلکہ عالمی سطح پر اس کے لیے قانون بھی موجود ہیں، جیسے کہ جنیوا کنونشنز، جو جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں اور قیدیوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔

جنگ میں انسانی حقوق کا تحفظ

جنگ کے دوران انسانوں کے حقوق کی حفاظت ایک پیچیدہ چیلنج ہے کیونکہ جنگ میں تشدد کا خطرہ ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ تاہم، عالمی سطح پر مختلف معاہدوں اور قوانین کے ذریعے یہ کوشش کی گئی ہے کہ جنگ کے دوران انسانوں کے بنیادی حقوق کی پامالی نہ ہو۔

جنیوا کنونشنز اور جنگ میں انسانی حقوق

جنیوا کنونشنز 1949 میں قائم کیے گئے تھے اور ان کا مقصد جنگی تنازعات میں انسانی حقوق کے تحفظ کو یقینی بنانا تھا۔ یہ معاہدے جنگ کے دوران انسانوں کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں اور تشدد کو محدود کرنے کے لیے ضروری اصول فراہم کرتے ہیں۔ جنیوا کنونشنز کی چار بنیادی اقسام ہیں[24]:

---

[24] *Geneva Convention (1949), Articles 3, 4, 12, 13.*

* **غیر جنگجوؤں کا تحفظ** : جنگ کے دوران عام شہریوں کا قتل یا ان کو تکلیف پہنچانا ممنوع ہے۔
* **جنگی قیدیوں کا تحفظ** : جنگی قیدیوں کو عزت و احترام کے ساتھ پیش آنا ضروری ہے اور انہیں غیر انسانی سلوک سے بچایا جانا چاہیے۔
* **زخمیوں اور بیماروں کا علاج** : جنگ میں زخمی یا بیمار افراد کو فوری طور پر علاج فراہم کرنا ضروری ہے۔
* **پناہ گزینوں کا تحفظ** : جنگ کی وجہ سے پناہ گزین ہونے والے افراد کے حقوق کی حفاظت کرنا ضروری ہے۔

انسانی حقوق کی پامالی کے خلاف عالمی کوششیں

جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں اور قیدیوں کے حقوق کی پامالی اکثر دیکھی جاتی ہے، اور اس سے بچنے کے لیے عالمی ادارے جیسے کہ **اقوام متحدہ** اور مختلف حقوق انسانی تنظیمیں جنگی جرائم کی روک تھام کے لیے کام کرتی ہیں۔ ان اداروں کا مقصد جنگ کے دوران بنیادی انسانی حقوق کی حفاظت کرنا اور جنگی جرائم کے مرتکب افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانا ہے۔

غیر جنگجوؤں کا تحفظ اور جنگ کے دوران حقوق

غیر جنگجوؤں کا تحفظ جنگ کے دوران ایک بنیادی اصول ہے جو ہر مذہب اور بین الاقوامی قانون میں اہمیت رکھتا ہے۔ جنگ میں غیر جنگجوؤں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے خاص طور پر اخلاقی اصول وضع کیے گئے ہیں تاکہ بے گناہ افراد کو جنگ کی تباہ کاریوں سے بچایا جا سکے۔ غیر جنگجوؤں میں عورتیں، بچے، بزرگ، اور وہ افراد شامل ہیں جو جنگ میں حصہ نہیں لیتے۔

اسلام میں غیر جنگجوؤں کا تحفظ

اسلام میں جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کے تحفظ کو انتہائی اہمیت دی گئی ہے۔ قرآن اور حدیث میں جنگی اصولوں کی وضاحت کی گئی ہے کہ جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کو تحفظ دیا جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ جنگ کے دوران یہ کہا گیا ہے کہ "عورتوں، بچوں، بزرگوں اور بیماروں کو قتل نہ کیا جائے"۔ علاوہ ازیں، جنگ کے دوران درختوں اور فصلوں کو نقصان پہنچانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

عیسائیت میں غیر جنگجوؤں کا تحفظ

عیسائیت میں بھی جنگ کے دوران غیر جنگجوؤں کے تحفظ کو اہمیت دی گئی ہے، اور جنگ کے جواز کے دوران اخلاقی اصولوں کی پابندی کی گئی ہے۔ عیسائیت میں "Just War Theory" کے مطابق جنگ کا مقصد کبھی بھی غیر جنگجوؤں کو نقصان پہنچانا نہیں ہوتا۔ جنگ کے دوران عیسائیوں کو غیر جنگجوؤں کی حفاظت اور جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ، عیسائی عقائد میں جنگی قیدیوں کے ساتھ احترام اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

- **حوالہ** " : جو تمہیں تھپڑ مارے، اس کے گال پر دوسرا گال بھی پیش کرو" (متی 5:39)۔

تحقیق کے نتائج کا خلاصہ

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس تحقیق کا مقصد تین بڑے مذاہب، اسلام، عیسائیت اور ہندومت میں جنگ اور تشدد کے جواز، اس کے اخلاقی اصولوں اور اس پر مذہبی تعلیمات کے اثرات کو سمجھنا تھا۔ تحقیق میں یہ واضح کیا گیا کہ ہر مذہب میں جنگ اور تشدد کو ایک مخصوص اخلاقی اور دفاعی جواز کے تحت جائز سمجھا جاتا ہے، اور ان میں انسانیت، غیر جنگجوؤں کا تحفظ، اور غیر ضروری تشدد سے بچنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔

اسلام میں جنگ کو صرف دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے، اور اس میں غیر جنگجوؤں، عورتوں اور بچوں کے حقوق کی حفاظت، جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور قدرتی وسائل کا تحفظ جیسے اصول واضح کیے گئے ہیں۔ **عیسائیت** میں جنگ کے جواز کو **"Just War Theory"** کے ذریعے سمجھا گیا ہے، جس کے مطابق جنگ صرف اس صورت میں جائز ہو سکتی ہے جب اس کے اخلاقی اصول پورے کیے جائیں، جیسے کہ ظلم و زیادتی کے خلاف لڑنا یا دفاع کے لیے جنگ کرنا۔ **ہندومت** میں جنگ کا جواز **دھرم** (نیک عمل) کے اصول پر رکھا گیا ہے، اور اس میں بھی غیر جنگجوؤں کا تحفظ، تشدد کی حد کو کم سے کم رکھنا اور جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک جیسے اصول اہمیت رکھتے ہیں۔ اس تحقیق کے دوران ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جنگ کے دوران تشدد کی حدود، غیر جنگجوؤں کا تحفظ اور انسانی حقوق کی حفاظت کو ان تینوں مذاہب میں مشترک طور پر اہمیت دی گئی ہے۔ ان میں یہ بات واضح ہوئی کہ جنگ کا مقصد ہمیشہ ظلم کا خاتمہ اور امن کا قیام ہونا چاہیے، نہ کہ دنیاوی مفادات یا اقتدار کا حصول۔

مذہب اور تشدد کا موجودہ تناظر

مذہب اور تشدد کا موجودہ تناظر ایک متنازعہ اور پیچیدہ موضوع ہے۔ حالیہ چند دہائیوں میں دنیا بھر میں مختلف مذہبی گروپوں کے درمیان مذہبی جنگیں، تشدد اور انتہا پسندی کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے، جنہیں مذہب کے نام پر جواز فراہم کیا گیا۔ تاہم، عالمی سطح پر مذہبی رہنماؤں اور اداروں نے ان مسائل پر غور کیا ہے اور مذہب کے نام پر تشدد کے خلاف سخت موقف اختیار کیا ہے۔

اسلام میں جہاد کو دفاعی مقصد کے تحت جائز سمجھا گیا ہے، اور حالیہ دہائیوں میں دہشت گردی کے نام پر مذہب کا غلط استعمال کیا گیا ہے، جس کے خلاف مسلمان علما اور رہنما عالمی سطح پر آواز اٹھا رہے ہیں کہ تشدد اور دہشت گردی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ **عیسائیت** میں بھی صلیبی جنگوں کے دوران مذہب کے نام پر تشدد کو جواز فراہم کیا گیا تھا، لیکن آج کے عیسائی رہنما اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جنگ کے دوران اخلاقی اصولوں کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ **ہندومت** میں تشدد کے جواز کو بھی دفاعی مقصد کے لیے محدود کیا گیا ہے، اور آج کے دور میں بھارت میں مذہبی تشدد کے واقعات ہوتے ہیں، جنہیں معاشرتی اور سیاسی سطح پر چیلنج کیا جا رہا ہے۔ موجودہ دور میں **مذہب** کا اثر انفرادی اور سماجی سطح پر تیزی سے بدل رہا ہے، اور دنیا بھر میں مذہبی آزادی، انسانی حقوق اور امن کے قیام کے لیے عالمی سطح پر کوششیں کی جا رہی ہیں۔ مذہب کے نام پر تشدد اور انتہا پسندی کو روکنے کے لیے بین الاقوامی ادارے، جیسے کہ اقوام متحدہ، عالمی تنظیمیں اور مذہبی رہنما، مشترکہ طور پر سرگرم ہیں تاکہ دنیا میں امن، انصاف اور انسانیت کے اصولوں کا قیام ہو سکے۔

مذہبی تعلیمات کا عالمی اثر

مذہبی تعلیمات کا عالمی سطح پر بہت گہرا اثر ہے، اور یہ مختلف معاشروں کی ثقافت، سیاست اور سماج پر ایک طویل عرصے تک اثر انداز ہو چکی ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں انسانیت، امن اور انصاف کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے، اور یہ اصول دنیا بھر میں مسلمانوں کے روزمرہ کے اعمال اور سیاسی نظریات میں شامل ہیں۔ **عیسائیت** میں محبت، معافی اور غیر مشروط محبت کے اصول نے دنیا بھر میں امن اور تصفیے کے حوالے سے ایک گہرا اثر ڈالا ہے، اور عیسائی رہنما اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مذہب کو تشدد کے جواز کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ عالمی سطح پر مذہبی تعلیمات نے امن کے قیام اور جنگوں کے خاتمے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ عالمی مذہبی رہنماؤں نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو محبت، امن اور مذہبی ہم آہنگی کی اہمیت سمجھائی ہے۔ اس کے نتیجے میں، مختلف مذاہب کے درمیان مذاکرات اور تعاون کے نئے راستے کھلے ہیں، جو کہ تشدد کی روک تھام اور دنیا بھر میں امن کے قیام کی طرف ایک مثبت قدم ہے۔

مستقبل کی تحقیق کے لیے تجاویز

مذہب اور جنگ کے تعلق پر کی جانے والی موجودہ تحقیق نے مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز کو اہمیت دی ہے اور ان میں موجود اخلاقی اصولوں کی وضاحت کی ہے۔ تاہم، اس موضوع پر مزید تحقیق کی گنجائش موجود ہے تاکہ جنگ، تشدد اور مذہب کے تعلق کو مزید گہرائی سے سمجھا جاسکے۔ مستقبل میں کی جانے والی تحقیق میں چند اہم پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی جاسکتی ہے، جو موجودہ تحقیق کو مزید تقویت دے سکیں۔

مذہبی تعلیمات اور معاشرتی رویے

مذہبی تعلیمات کا معاشرتی رویوں پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز کو کیسے سمجھا جاتا ہے اور اس کا معاشرتی رویوں پر کیا اثر پڑتا ہے، اس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر یہ تحقیق کی جاسکتی ہے کہ:

* **مذہب کے نام پر تشدد**: مذہبی تعلیمات کے مطابق جنگ اور تشدد کا جواز فراہم کرنا معاشرتی رویوں کو کس طرح متاثر کرتا ہے؟ کیا مذہب کا غلط استعمال معاشرتی سطح پر تشدد کے واقعات کو بڑھا رہا ہے؟
* **مذہبی تعلیمات اور امن کی ثقافت**: مذاہب کی تعلیمات کے ذریعے معاشرتی امن اور ہم آہنگی کو فروغ دینے کی کوششوں کا اثر کیا ہے؟ کیا مذہب کی تعلیمات امن کے قیام میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں یا مذہبی بنیاد پر تشدد میں اضافہ ہو رہا ہے؟
* **مذہب اور غیر متشدد حکمت عملی**: مختلف مذاہب میں **اہیمسا** (عدم تشدد) اور محبت کے اصول کا معاشرتی رویوں پر کیا اثر پڑا ہے؟ کیا یہ اصول معاشرتی سطح پر تشدد کی روک تھام میں مدد فراہم کر رہے ہیں؟

مستقبل کی تحقیق میں ان پہلوؤں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ کس طرح مذہبی تعلیمات معاشرتی رویوں، امن کے قیام، اور تشدد کی روک تھام میں کردار ادا کر رہی ہیں۔

دیگر مذاہب میں جنگ اور تشدد کے بارے میں تحقیق

حالانکہ اس تحقیق میں اسلام اور عیسائیت پر توجہ دی گئی ہے، لیکن دنیا کے دیگر مذاہب میں بھی جنگ اور تشدد کے بارے میں مختلف نظریات اور تعلیمات موجود ہیں۔ ان مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز کو سمجھنا اور ان کے اخلاقی اصولوں کو جانچنا مستقبل کی تحقیق کا ایک اہم پہلو ہو سکتا ہے۔

* **یہودیت**: یہودیوں کے مذہبی متون میں جنگ اور تشدد کے جواز پر کیا تعلیمات ہیں؟ خاص طور پر **تورات** میں جنگ کے اصول اور یہودی جنگوں کے جواز کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔
* **بودھ مت**: بودھ مت میں اہیمسا (عدم تشدد) کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود، **مہابھارت** کی طرح دیگر مذاہب میں جنگ کے جواز کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

* **سکھ مت** : سکھوں میں جنگ اور تشدد کے بارے میں کیا تعلیمات ہیں؟ سکھوں کے عقائد میں **دفاعی جنگ** کے جواز اور **تشدد** کی حدود پر کیا اصول ہیں؟ اس پر تحقیق کر کے ان کے نظریات کا موازنہ دیگر مذاہب سے کیا جا سکتا ہے۔

مستقبل میں مختلف مذاہب میں جنگ اور تشدد کے جواز کے بارے میں جامع تحقیق کی جا سکتی ہے تاکہ عالمی سطح پر مذہبی تعلیمات کی بنیاد پر جنگوں اور تشدد کے جواز کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

جدید دور میں مذہب اور جنگ کا تعلق

عصر حاضر میں، مذہب اور جنگ کے تعلقات میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ دہشت گردی اور عالمی جنگوں میں مذہب کا استعمال ایک نیا پہلو ہے جس پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اس پہلو پر تحقیق کے دوران یہ سوالات اٹھائے جا سکتے ہیں:

* **دہشت گردی کے نام پر مذہب کا غلط استعمال** : حالیہ دہائیوں میں دہشت گردی کے حملوں میں مذہب کے نام پر تشدد کا جواز پیش کیا گیا۔ اس تحقیق میں یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ کیا مذہب کو دہشت گردی کے جواز کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، اور اس کا معاشرتی سطح پر کیا اثر ہو رہا ہے۔
* **مذہبی انتہاپسندی** : کیا مذہبی انتہاپسندی عالمی سطح پر تشدد اور جنگ کے جواز کو بڑھا رہی ہے؟ اس تحقیق میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ کس طرح مذہب کو انتہاپسند گروہ اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
* **مذہبی ہم آہنگی اور عالمی امن** : عالمی سطح پر مذہبی ہم آہنگی کے اصولوں کو فروغ دینے اور جنگوں کو روکنے کے لیے عالمی ادارے اور مذہبی رہنما کیا کردار ادا کر رہے ہیں؟ اس پر تحقیق کی جا سکتی ہے کہ کس طرح مذہب امن کے قیام میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔